B.A Part-1 (General/Subsidiary)

Poetry (MB)

Topic: Nazam Banjra Nama

Notes By:

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga

نظیر اکبرآبادی کی نظم "بنجارہ نامہ"

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا' جب لاد چلے گا بنجارہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں، مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لُوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا، بھینسا، بیل، شتر، کیا گونی پلا سربھارا
کیا گیہوں، چاول، موٹھ، مٹر، کیا آگ دھواں، کیا انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا 'جب لاد چلے گا بنجارا

تو بدھیا لادے، بیل بھرے، جو پُورب پچھّم جاوے گا
یا سُود بڑھا کر لاوے گا، یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قز?اق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراوے گا

دھن دولت، ناتے، پوتا کیا، اک کنبہ کام نہ آوے گا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا' جب لاد چلے گا بنجارا

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تیری ڈھل جاوے گی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے آوے گی
یہ کھیپ جو تُو نے لادی ہے، سب حصوں میں بٹ جاوے گی
دھی، پُوت، جنوائی، بیٹا کیا، بنجارن پاس نہ آوے گی

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا' جب لاد چلے گا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے، ان گونوں بھاری بھاری کے؟
جب موت کا ڈیرا آن پڑا، پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز، جڑاؤ، زر، زیور، کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے، کیا ہاتھی لال عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا' جب لاد چلے گا بنجارا

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی تاج سمیٹے گا تیرا، کوئی گون سیئے اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تُو خاک لحد کی پھانکے گا
اُس جنگل میں پھر آہ نظیر اک بُھنگا آن نہ جھانکے گا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا' جب لاد چلے گا بنجارا

نظم "بنجارہ نامہ" کا خلاصہ

نظیر اکبرآبادی کی نظم ٗبنجارہ نامہٗ ایک حکیمانہ اور ناصحانہ تمثیل ہے۔ یہ نظم معنوی لحاظ سے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے۔اردو ادب میں اس پائے کی کوئی اور نظم نہیں ملتی یہ اپنی جگہ ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔اس کے پوشیدہ مطالب جس قدر گہرے، عمیق اور معنی خیز ہیں اس قدر اس کی ظاہری دلچسپی بھی نمایاں ہے۔نظیر کی اس نظم کو مقبولیتِ عام حاصل ہے۔کیوں کہ یہ نظم سید ھا دل کو متاثر کرتی ہے اور فکر کی ترغیب دیتی ہے۔اس کی بحر نہایت مترنم اور رواں ہے جو حسرت و یاس کے خیالات کو پیش کرنے کے لیے موزوں ترین بحر ہے۔یہ نظم معنوی لحاظ سے دقیق و عمیق ہے۔ اس کے خیالات اور الفاظ بحر میں اس طرح سے ہم آہنگ ہوگئے ہیں کہ کسی بھی لفظ کو اِدھر سے اُدھر کرنے سے ترنم میں کمی آسکتی ہے۔کیوں کہ الفاظ کی بندش، بحر اور آہنگ سے ہی نظم میں ترنم پیدا ہوا ہے۔اگر یہ نظم کسی اور بحر میں ہوتی تو اس قدر دلکش اور جاذبیت پیدا نہ ہوتی۔دہلی اسکول کی نمائندگی کرنے والے شعرا میں نظیر کا نام اہمیت کا حامل ہے۔انھوں نے دنیا کی بے ثباتی کو صداقت راست گوئی، سادگی، سلاست اور روانی کے ساتھ پیش کیا ہے۔اس نظم میں دہلی کی تباہی و بربادی، مرہٹوں کے حملوں، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درانی کی لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری کا نقشہ نہایت موثر انداز میں کھینچا ہے،جن حالات کے پیشِ نظر دہلی کی عوام کے مزاج میں یاس و غم کے ساتھ حقیقت شناس کا احساس بھی پیدا ہوگیا تھا جس کا بیّن ثبوت نظیر اکبرآبادی کی یہ نظم ٗبنجارہ نامہٗ ہے، یہ نظم انھیں حالات کا پیش خیمہ تھی۔

نظیر نے اس نظم میں دنیا کی بے ثباتی کو نہایت پرسوز الفاظ میں پیش کیا ہے۔جس میں عوامی گیت کی سی میٹھی کسک، دردمندی اور کرب نے نظم کو بہت ہی پرزور اور دلنشیں بنا دیا ہے۔شاعر بنجارے کی خانہ بدوش زندگی کے ذریعے انسان کی ناپائیدار ہستی کی تمثیل بیان کرتا ہے۔اظہارِ خیال اور مرقع کشی کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے وہ اس قدر موزوں اور مناسب ہیں کہ اس سے زیادہ مناسب الفاظ ہو ہی نہیں سکتے تھے۔جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ نظیر کو الفاظ اور خیالات کو پیش کرنے میں قدرت و کمال حاصل تھا۔ان کی اسی قادرالکلامی

اورمہارت نے اس نظم میں غیر مانوس الفاظ کو بھی مانوس بنا دیا ہے۔

'بنجارہ نامہ' نظم میں نہایت موثر پیرائے میں یہ فلسفیانہ نکات بیان کیے گئے ہیں کہ انسان طمع اور لالچ میں مبتلا ہوکر حصولِ زر کی خواہش کرتا ہے اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے، تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھاتا ہے یہاں تک کہ دولت کمانے کی دُھن میں وہ موت سے بے خبر سا ہو جاتا ہے اور پھر ایک دن موت اس کو ا؟ دبوچتی ہے اور اس کا تمام مال ومتاع، ساز وسامان، سیم وزر، عزیز وا قارب حتیٰ کہ اس کی اولاد بھی اس کے کسی کام نہیں آتی اور وہ خالی ہاتھ اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے جس دولت کو اکٹھا کرنے کے لیے وہ دیس بدیس مارا مارا پھرا، اس دولت کو آخر کار اسے چھوڑ کر جانا پڑا اور اس کے مرنے کے بعد اُس دولت سے دوسرے مزے اڑاتے ہیں۔ اس نظم کا لب لباب یہ ہے کہ جس طرح بنجارہ ایک جگہ قیام نہیں کرتا اس کو ترک سکونت کرنا ہی پڑتا ہے اسی طرح انسان بھی اس دنیا میں مسافر کی طرح آتا ہے جسے ایک نہ ایک دن سب کچھ چھوڑ کر چلے جانا ہوتا ہے۔

بنجارہ کا نام آتے ہی نظروں میں ایک ایسے انسان کی شبیہ اُبھرتی ہے جس کی پوری زندگی جدوجہد، بے سروسامانی، سفر کی کثافت، عارضی قیام اور خانہ بدوشی کے مصائب سے دوچار رہتی ہے۔ وہ کہیں قیام نہیں کرتا بس چلنا ہی اس کی زندگی ہے۔ وہ ہمیشہ سفر میں ہی رہتا ہے کوئی اس کا گھر نہیں کوئی آسائش نہیں۔ یہ آسمان اس کی چھت ہے اور یہ وسیع وعریض زمین اس کی جائے پناہ ہے۔ اس کی تمام کوششیں لاحاصل اور تمام مصیبتیں بے سود ہوتی ہیں۔ اس کی پیہم جدوجہد اور مستقل سفر و بے سروسامانی کا اسے کوئی ثمر نہیں ملتا جس کے نتیجہ میں اس دنیا کی تمام کوششیں اور مشاغل بے معنی سے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور اصل دنیا وہ ہے جس میں انسان مرنے کے بعد سفر کرتا ہے۔ وہی حقیقی سفر ہے۔ اس لحاظ سے بنجارہ نامہ نظیر کی شہرہ آفاق نظم ہے۔ یہ نظم تصوف اور عام زندگی کے تجربات کا بہت ہی خوبصورت اور موثر بیان ہے جس میں موت اور زندگی کا نہایت جامع فلسفہ بیان کیا

☆☆☆